بسمہ سبحانہ و بذکر ولیہ

کیا واقعہ کربلا ایک اتفاقی حادثہ تھا؟

میر مراد علی خان

جناب محمد ابوسفیان ملک نے حسب ذیل مضمون تحریر فرمایا اور اُس کی نقل بذریعہ ای میل اپنے دوست احباب اور نہ جانے کتنے لوگوں کو روانہ فرمائی۔ ایک صاحب از راہ کرم اُس کی نقل مجھ جیسے جاہل کے پاس بھی روانہ فرمائی اور حکم ہوا کہ اس کا جواب دوں۔ چنانچہ میں اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا جواب روانہ کیا۔ جس کے جواب میں ابوسفیان ملک نے ہمیں گالیوں سے سرفراز فرمایا۔ یہ تمام آپ اس مضمون میں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿رب العلمین﴾ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ﴿رحمت للعلمین﴾

﴿آپکا سوال اور اُسکا جواب﴾

سوال:۔ حضرت سیدنا حسینؓ نواسہ رسول ﷺ تھے اور اُن کے مقابلے میں امیر یزید تھا، بعض احباب یزید کو برا بھلا کہنے یا اس کو صرف یزید کہنے سے بھی روکتے ہیں، آپ سے سوال یہ ہے کہ آیا یزید کو ظالم اور جابر سمجھا جائے، دشمن اسلام سمجھا جائے یا ہم اُس کو ایسا نہیں کہہ سکتے اور کیا یزید کے ساتھ حضرت کا استعمال درست ہے اُمید ہے آپ تفصیلاً اور غیر جانبدارانہ جواب دیں گے ـــــ؟ محمد ظہور احمد اعوان، محمد شبیر احمد اعوان (روزنامہ جناح اسلام آباد)

جواب:۔ معزز قارئین اسلام علیکم! ۔سوال آپ سب لوگوں نے پڑھ لیا ہوگا۔ سوال اتنا اہم اور طویل ہے کہ اس پر ایک مکمل کتاب لکھی جا سکتی ہے، میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ لوگ اپنے فروعی اختلافات کو ایک طرف رکھ کر، ٹھنڈے دل و دماغ سے میرے اس جواب کو پڑھیں گے اور پھر اس پر سوچیں گے۔ میں اپنے رب کو حاضر و ناضر جان کر اور اپنی قبر و حشر کو سامنے رکھتے ہوئے یہ جواب لکھ رہا ہوں۔ اور ایسی مستند کتابوں کے حوالا جات کیساتھ جو آج کل کے دور میں نہیں آج سے بارہ، تیرہ سو سال پہلے لکھی گئی ہیں۔ اِس ایک سوال میں کئی سوال چھپے ہیں اس لیے میں ہر سوال کا جواب بھی علیحدہ علیحدہ دونگا۔

سوال نمبر ۱)۔ جگر گوشہ بتول، جنت کے پھول سیدنا حسینؓ ابن علیؓ اور جناب یزید کے درمیان اسلام اور کفر کی جنگ کی حقیقت؟

جواب نمبر ۱)۔ آج محرم الحرام کے عشرہ میں پاکستان میں چھپنے والے کئی اخباروں میں واقعہ کربلا پر کئی مضامین شائع ہوتے ہیں، اس واقعہ پر کافی کتابیں بھی چھپ چکی ہے۔ بلکہ پچھلے تیرہ سو سال سے ہر دور میں کئی مورخینِ اسلام نے اس موضوع پر بڑی جامع تصانیف لکھی ہیں۔ آج کے دور کے کچھ ڈاکٹر، علامہ حضرات اور کالم نگار حضرات اپنی بیانات اور تحریروں میں اس واقعہ کو اسلام اور کفر کی جنگ ثابت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔۔۔ میں اس واقعہ کے بارے میں اتنا کہوں گا کہ یہ ایک کفر و اسلام کی جنگ نہیں بلکہ ایک حادثہ تھا اور ایسا حادثہ کہ جو تاریخ اسلام کے دامن پر ایک سیاح دھبہ ہے۔

جب امیر المومنین سیدنا امیر معاویہؓ اپنی عمر کے آخری ایام میں پہنچے تو انہوں نے اپنے تمام مشیروں سے یہ مشورہ کیا کہ اُمت مسلمہ صرف خلافت کیوجہ سے، یہود و نصاریٰ کی چالوں میں آ کر مسلمان ایک دوسرے پر تیر تلوار چلا چکے ہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی زندگی میں ہی کسی شخص کو خلافت کیلئے نامزد کر جاؤں ایسا نہ ہو کہ ہمیں ایکبار پھر آپس میں جنگ کرنے کی نوبت آ جائے۔ سیدنا امیر معاویہؓ بہت مدبر قسم کے سیاستدان تھے۔ مسلمان خلفاء میں سب سے لمبے عرصے تقریباً 22 سال تک آپ نے اُمت مسلمہ کو ایک جھنڈے تلے متحد رکھا۔

اس خلافت کی نامزدگی کیلئے آپؓ نے مکہ اور مدینہ کا بھی دورہ کیا تا کہ تمام مسلمانوں سے مشورہ کیا جا سکے۔ اور بعد میں کوئی فیصلہ کیا جائے

یزید کی خلافت کا انکار کسی نے نہیں کیا، اُس وقت تک پانچ امہات المومنین ؓ بھی موجود تھیں اور کئی جلیل القدر اصحاب رسول ؓ بھی، جبکہ صرف چار لوگوں نے سوچنے کیلئے کچھ وقت مانگا۔ جن میں سیدنا عبدالرحمٰن ؓ بن ابوبکر صدیق ؓ، سیدنا عبداللہ ؓ بن عمر فاروق ؓ، سیدنا حسین ؓ ابن علی المرتضیٰ ؓ اور سیدنا عبداللہ ؓ بن زبیر ؓ۔۔۔ یاد رہے کہ سیدنا عبدالرحمٰن ؓ کا حضرت معاویہ ؓ کے زندگی میں انتقال ہوگیا تھا۔ جبکہ سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق ؓ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی۔۔۔ پر سیدنا حسین ؓ ابن علی المرتضیٰ ؓ اور سیدنا عبداللہ ؓ بن زبیر ؓ مدینہ سے ہجرت کر کے مکہ چلے گئے تھے۔ جب سیدنا امیر معاویہ ؓ کا انتقال ہوگیا تو یزید منصب خلافت پر بیٹھا تو اُس نے والی مدینہ کو پیغام بھیجا کہ سیدنا حسین ؓ ابن علی المرتضیٰ ؓ اور سیدنا عبداللہ ؓ بن زبیر ؓ سے کہیں کہ وہ بھی بیعت کرلیں۔ جس پر اُس نے اُن کے مکہ چلے جانے کا احوال بتا بھیجا۔۔ آپ جانتے ہیں کہ کوفہ کے شیعہ شروع سے ہی شرپسند تھے اور ہمیشہ انہوں نے مسلمانوں کو ایکدوسرے سے لڑانے کی کئی کوششیں کیں ہیں اور کئی دفعہ کامیاب بھی رہے ہیں۔ ان کو جب پتا چلا کہ سیدنا حسین ؓ ابن علی المرتضیٰ ؓ اور سیدنا عبداللہ ؓ بن زبیر ؓ مکہ تشریف لے گئے ہیں تو انہوں نے کوفہ سے کئی وفود آپ کے پاس مدینہ بھیجے جو یہ پیغام لے کر آئے۔ کہ ہم امیر یزید کی خلافت توڑتے ہیں اور آپ کوفہ آئیں ہم آپکی بیعت کیلئے تیار ہیں۔ تاریخ کی کتابوں میں کوفیوں کی طرف سے لکھے گئے خطوں کی تعداد کم وبیش اٹھارہ ہزار بتائی گئی ہے۔۔ اس پر سیدنا حسین ؓ نے اپنے چچازاد بھائی جناب سیدنا مسلم ؓ بن عقیل ؓ کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجا کہ جا کر دیکھیں کہ کوفہ کے حالات کیسے ہیں۔ اور مجھے خط کے ذریعے آگاہ کریں۔ جب سیدنا مسلم ؓ کوفہ پہنچے تو چالیس ہزار کے قریب کوفہ کے شیعوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اس بات کی خبر جب کوفہ کے گورنر ابن زیاد کو پہنچی تو اُس نے اُن لوگوں کو خبردار کیا کہ اگر کسی نے بغاوت کی تو میں سب کے سر قلم کردونگا۔ جس پر تمام کوفیوں نے آپکا ساتھ چھوڑ دیا۔ اُدھر سے سیدنا حسین ؓ نے بغیر کسی مسلم ؓ بن عقیل ؓ کی اطلاع یا خط کے کوفہ کا سفر شروع کردیا۔ آپکے قافلے میں کل 72 لوگ تھے جن میں 22 سیدنا حسین ؓ کی فیملی کے لوگ تھے جبکہ 50 کوفی تھے جو آپکو لینے آئے ہوے تھے۔ اُدھر جب ابن زیاد نے جناب مسلم ؓ کو شہید کردینے کا حکم دیا تو سیدنا مسلم ؓ بن عقیل ؓ کوفیوں کی غداری کو جان چکے تھے سیدنا مسلم ؓ بن عقیل ؓ نے ایک خط لکھا اور محمد بن اشعث نامی قاصد کو دے کر مکہ روانہ کردیا۔ اُس خط کے الفاظ یہ ہیں۔ آپ خود اندازہ لگا لیں۔

''میں یہاں گرفتار کیا جاچکا ہوں، آپ ؓ شاید چل بھی نہ پائیں کہ میرا قتل ہوجائے، بس آپ جہاں بھی یہ پیغام پائیں لوٹ جائیں، کوفہ والوں کا بھروسہ نہ کریں، ان لوگوں نے آپ سے بھی جھوٹ بولا تھا، اور مجھ سے بھی جھوٹ ہی بولا۔ اور یہ تو آپ کے والد کے وہ ساتھی ہیں۔ جن کیوجہ سے وہ موت یا قتل کی تمنا کرنے لگے تھے'' (تاریخ طبری، جلد 6، ص 211)

جب قاصد نکلا تو تب تک سیدنا مسلم ؓ بن عقیل ؓ کو شہید کردیا گیا تھا۔ قاصد راستے میں سیدنا حسین ؓ کے قافلے کو ملا یہ مقام کوفہ سے کچھ فاصلے پر تھا۔ قاصد نے جب خط پہنچایا تو آپ نے پڑھ کر واپسی کا ارادہ کرلیا۔ جبکہ مسلم ؓ بن عقیل ؓ کے بھانجوں اور بھتیجوں نے یہ کہا کہ اے حسین ؓ ہمارا چچا آپ کی وجہ سے شہید ہوا، ہم اُس کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے،

یہ بات سن کر آپؓ مسلمؓ کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے کوفہ کو چل پڑے۔ کچھ سفر کرنے کے بعد آپ کوفہ سے گیارہ میل کے فاصلے پر ایک مقام پر پہنچے جسکا نام مقام حِرخ ہے، اُس مقام پر جناب سیدنا عمرؓ بن سعدؓ بن ابی وقاص جناب امیر یزید کی آرمی کی کمانڈ کر رہے تھے جو اُس مقام پر پہرہ دے رہی تھی۔ وہ بھی مقام حِرخ جا پہنچے، یاد رہے یہ ۸ محرم الحرام کا دن تھا، سیدنا حسینؓ کا قافلہ دیکھ کر۔ جب حضرت عمرؓ بن سعدؓ بن ابی وقاص نے آپؓ سے کوفہ آنے کی وجہ پوچھی تو آپؓ نے وہ اٹھارہ ہزار خط حضرت عمرؓ کے سامنے رکھ دیئے اور مسلمؓ کے بھانجے کو حکم دیا پڑھ کر سناؤ (سیدنا عمرؓ بن سعدؓ بن ابی وقاص رشتے میں سیدنا حسینؓ کے نانا لگتے ہیں)۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اُن خطوط میں جن کوفیوں کے نام لکھے تھے اُن میں چھ سو تو ایسے تھے جو کہ عمرؓ بن سعدؓ کے فوج کے دو ہزار کے دستے میں موجود تھے۔ حضرت عمرؓ بن سعدؓ نے ایک ایک کو کھڑا کر دیا اور سیدنا حسینؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ''اے حسینؓ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سیدنا عثمانؓ کو شہید کیا، اُسکے بعد آپ کے والد ماجد کو شہید کیا، اُس کے بعد آپکے بڑے بھائی جناب سیدنا حسنؓ کو شہید کر دیا۔ اتنے دغاباز لوگوں کی باتوں پر آپ نے کیسے یقین کر لیا۔ یہ تو آپکے خون کے پیاسے ہیں، اگر یہ یزید کے خلاف ہوتے تو اُس کی فوج میں نوکریاں کرتے''۔

اس پر سیدنا حسینؓ نے سیدنا عمرؓ بن سعدؓ بن ابی وقاص کے سامنے تین شرائط رکھیں۔ یہ وہ شرائط ہے کہ اگر پچھلے چودہ سو سال میں اگر کسی بھی مورخ چاہے وہ اہلسنت تھا یا شیعہ نے اس موضوع پر کتاب لکھی تو اُس نے یہ شرائط ضرور لکھی ہیں۔

i)۔ مجھے با حفاظت بمعہ اہل خانہ مکہ یا مدینہ پہنچا دو۔ ii)۔ مجھے اسلامی ملک کی سرحد پر بھیج دو جہاں حفاظت کرتا ہوا جان دے جاؤں۔

iii)۔ مجھے یزید کے پاس لے چلو یا جانے دو۔

سیدنا عمرؓ بن سعدؓ نے پہلی شرط سے اس لئے معزرت کر لی کیوں کہ وہ ڈیوٹی پر تھا۔ اپنی جگہ نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اور دوسری شرط سے اس لیے کیونکہ سیدنا حسینؓ کے ساتھ آپؓ کے اہل وعیال معصوم بچے اور پاک بیویاں تھیں اسلیے کہ وہ ان معصوموں کیساتھ جبکہ پاس ایک تیر تک نہ تھا کیا جنگ کرتے۔ جبکہ تیسری شرط قبول کر لی اور کہا کہ میں آپ کے قافلہ کو اپنے حد تک پہنچا کر اگلے کمانڈر کے حوالے کر دونگا۔ وہ آگے اسی طرح آپ کی رہنمائی کرتے ہوئے آپ کو امیر یزید تک پہنچا دیں گے۔ یہ بات سن کر سیدنا حسینؓ نے کوفہ کا راستہ چھوڑا اور شام کے راستے پر ہو لیے۔ مقام حِرخ سے کربلا کم وبیش پچاس میل کے فاصلے پر ہے یاد رہے شریعت آپ کو پیدل چلتے ہوئے صرف ایک دن میں تیس (30) میل سفر کی اجازت دیتی ہے

آپ نے اپنے قافلے سمیت شام کا سفر شروع کر دیا۔ پہلے دن نو محرم کو تیس میل کا سفر کیا دس محرم کو بیس میل کا سفر کرنے کے بعد بوقت نمازِ ظہر مقام کربلا میں پہنچ گئے۔ اور ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔ اس پر سیدنا ابن سعدؓ نے اپنی فوج کو ایک میل دور خیمے لگانے کا حکم دیا کیوں کہ سیدنا حسینؓ کیساتھ پاک بیویاں تھیں اور پردے کی غرض سے۔ (سمجھنے کی بات) اَب جب مقام حِرخ پر وہ چھ سو لوگ جو یزید کی فوج میں تھے اور وہ پچاس جو کہ سیدنا حسینؓ کے قافلے کا حصہ بنے ہوئے تھے وہ یہ بات اچھی طرح جان چکے تھے کہ اگر یہ خط اور سیدنا حسینؓ سلامت امیر یزید تک شام پہنچ گئے تو ہم سب پر بغاوت کا مقدمہ چلے گا اور ہمارے سر قلم کر دیئے جائیں گے۔

مقام چرخ سے کربلا تک اُن چھ سو پچاس غدار کوفیوں نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ سیدنا حسینؓ کو اور خطوں کو ختم کر دو، ورنہ ہماری خیر نہیں۔
جب مقام کربلا میں جناب سیدنا حسینؓ اپنے ساتھیوں سمیت خیمے گاڑ رہے تھے تو وہ چھ سو کوفی جو فوج میں تھے وہ چپکے سے نکل کر قافلہ حسینیؓ کے پاس پہنچ گئے۔ اور پچاس وہ پہلے سے موجود تھے انہوں نے مل کر آپ کے 22 ساتھیوں (جن میں معصوم بچے اور عورتیں بھی تھیں) پر اچانک تلواروں سے حملہ کر دیا جو سامنے آیا کاٹتے چلے گئے اور خطوں کو جلانے کیلئے خیموں کو آگ لگا دی۔ جب سیدنا ابن سعدؓ کو انکی غداری کا پتا چلا خیموں سے اُٹھنے والے دھویں کو دیکھ کر، تو سیدنا ابن سعدؓ اپنی باقی فوج لے کر سیدنا حسینؓ کے قافلے کی طرف دوڑے، جب پہنچے تو کیا دیکھا سب ختم ہو چکا تھا سوائے سیدنا زین العابدینؓ کے اور چند پاک بیویوں کے۔ کیونکہ وہ بیمار تھے اور خیمہ میں سوئے ہوئے تھے اس لئے زندہ بچ گئے۔ اس پر سیدنا ابن سعدؓ نے اُن چھ سو پچاس کو گھیرے میں لے کر تیروں کی نظر کر دیا۔۔

بہت اہم باتیں:۔ اگر یہ جنگ کفر اسلام کی ہوتی تو پھر سیدنا حسینؓ بائیس عورتوں بچوں کو ساتھ لاتے کیا مکہ اور مدینہ میں اور کوئی مسلمان موجود نہیں تھا۔۔؟ اگر یہ کفر اور اسلام کی جنگ تھی تو پھر مسلمؓ بن عقیلؓ کے خط وصول ہونے کے بعد آپ نے واپسی کا ارادہ کیوں کیا تھا۔۔۔؟ کیا سیدنا حسینؓ یہ نہیں جانتے تھے کی میدان جہاد سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے۔؟ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دس دن میدان سجا رہا اور پانی بند کر دیا گیا اور با قاعدہ جنگ ہوئی۔۔ اُن سے ذرا یہ سوال تو پوچھیں کہ جناب اگر با قاعدہ جنگ ہوتی تو جنہوں نے معصوم علیؓ اصغر اور علیؓ اکبر کو نہیں چھوڑا انہوں نے اٹھارہ سال کے زین العابدینؓ کو کیوں چھوڑ دیا تھا۔۔؟ اگر با قاعدہ جنگ ہی کرنی تھی تو دو دو سال کے بچوں اور عورتوں کو لے جانے کا کیا جواز بنتا تھا۔۔ اور بنا سامان جنگ کے۔۔؟ کیا سیدنا عبداللہؓ بن عباسؓ، سیدنا عبداللہؓ بن زبیرؓ، سیدنا عبداللہؓ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ جہاد نہ کرتے آپکے ساتھ آ کر۔؟ آپ خود اچھے بھلے عقلمند ہیں تھوڑی دیر کیلئے سوچیں تو سہی۔ کیا یہ اُن اصحاب رسولؐ کی توہین نہیں جو مدینہ میں اُس دوران حج ادا کر رہے تھے اور سیدنا حسینؓ اپنے بچوں اور معصوم عورتوں کیساتھ اکیلے بے سروسامانی کی حالت میں اپنے نانا کا دین بچانے نکلے ہوئے تھے۔۔۔ کیا اُن صحابہؓ پر جہاد فرض نہیں تھا۔۔۔ کیا مقام رہ جاتا ہے پھر اُن اصحاب رسولؐ کا مسلمانوں کی نظر میں۔۔۔ ذرا سوچیے گا ضرور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال نمبر ۲)۔ کیا یزید کو برا بھلا کہنا چاہیے یا نہیں؟

جواب نمبر ۲)۔ میں اس پر خود کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا۔ آپ کے سامنے میں کچھ حوالا جات پیش کر رہا ہوں آپ خود فیصلہ کر لیجئے گا۔ جب سیدنا حسینؓ بن علیؓ اپنے بائیس اہل خانہ سمیت مکہ سے کوفہ کو سفر کرنے کیلئے تیار ہوئے تو چند اکابر صحابہ کرامؓ نے آپکو اس سفر سے روکا۔

۱)۔ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ "واللہ مجھے لگتا ہے کہ کل تم (حسینؓ) اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے درمیان اسطرح شہید کئے جاؤ گے جیسے سیدنا عثمان غنیؓ (البدایۃ والنہایۃ، جلد ۸، ص 164)

۲)۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ "اپنی جان کے بارے میں اللہ سے ڈریے اور اپنے گھر میں رہیے اور اپنے امام پر خروج مت کیجئے" (البدایۃ والنہایۃ، جلد ۸، ص 163، تاریخ طبری جلد 6، ص 217)

۳)۔حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ ''اللہ سے ڈریے اور مسلمانوں کو ایکدوسرے سے مت ٹکرایئے''

(البدایہ والنہایہ جلد ۸،ص 163،تاریخ طبری جلد 6،ص 217)

۴)۔واثلہ بن واقد اللیثیؓ فرماتے ہیں۔ ''آپکا خروج بجا نہیں ہے آپ صرف اپنی جان دینے جا رہے ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸،ص 163،تاریخ طبری جلد 6،ص 217)

۵)۔حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں'' بے شک امیر معاویہؓ کا بیٹا یزید اُنکے گھرانے کے نیک لوگوں میں سے ہے،تو تم لوگ اپنی جگہ بیٹھے رہو اور اُسکی فرمانبرداری اور بیعت پر قائم رہو (بلاذری کے انصاب الاشراف سے)

۶)۔جب سیدنا حسینؓ شہید ہوگئے تو اُن کے بعد سیدنا عبداللہؓ بن زبیرؓ کا اوپر ذکر گزرا ہے کہ انہوں نے بیعت نہیں کی تھی،وہ اب سامنے آئے خلافت کیلئے اور مدینہ کے کچھ لوگوں کو ساتھ ملا لیا۔۔سیدنا حسینؓ کے سگے بھائی سیدنا محمدؓ بن علیؓ اُس وقت مدینہ میں موجود تھے۔۔جب انہوں نے محمدؓ بن علیؓ سے کہا کہ یزید کے خلاف میرا ساتھ دو اور اُسکی بیعت توڑ دو تو وہ جواب میں کیا کہتے ہیں۔۔۔''حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کے داعی حضرت عبداللہ بن المطیعؓ اپنے ساتھیوں کیساتھ حضرت محمدؓ بن علیؓ کے پاس گئے،اور درخواست کی کہ آپ یزید کی بیعت توڑ دیں۔لیکن انہوں نے اس سے انکار کر دیا،عبداللہ بن المطیعؓ نے فرمایا کی یزید شراب پیتا ہے،نماز ترک کرتا ہے،اور کتاب اللہ کے احکامات کی اس کو پرواہ نہیں،جناب محمدؓ بن علیؓ نے فرمایا'' کہ میں نے ایسی کوئی بات یزید میں نہیں دیکھی،میں یزید سے ملا ہوں اُس کے پاس رہا ہوں،میں نے اُس کو نماز کا پابند،خیر کا متلاشی،فقہ کا سائل اور سنت رسول ﷺ کا متبع پایا ہے''۔ (البدایہ والنہایہ،جلد ۸،ص 233)

۷)۔حضرت امام ابن تیمیہؒ کیا فرماتے ہیں یزید کے بارے میں ''کتاب منہاج السنۃ''۔

''یزید کے سلسلے میں لوگوں کے تین گروہ ہیں۔ایک کا اعتقاد ہے کہ یزید صحابی،بلکہ خلفاء راشدین میں سے یا بلکہ انبیاء کرام کے قبائل میں سے تھا،اس کے برعکس ایک دوسرا گروہ کہتا ہے کہ وہ کافر اور بدباطن منافق تھا،اُسکے دل میں بنو ہاشم اور مدینہ سے اپنے اُن کافر اعزا و اقارب کا بدلہ لینے کا جذبہ تھا جو جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔جنانچہ یہ لوگ کچھ اشعار اسکی دلیل میں اُن کی طرف منصوب کرتے ہیں،لیکن یہ دونوں قول ایسے غلط اور اور بے بنیاد ہیں کہ ہر سمجھدار انکا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے۔

یزید حقیقت میں ایک مسلمان فرمانروا اور بادشاہانہ خلافت والے خلفاء میں سے ایک خلیفہ تھا نہ وہ صحابی یا نبی تھا اور نہ ہی کافر و منافق''

۸)۔حضرت شیخ الاسلام امام غزالیؒ کیا فرماتے ہیں یزید کے بارے میں:۔

''حضرت حسینؓ کو یزید کا قتل کرنا یا اُن کے قتل کرنے کا حکم دینا یا ان کے قتل پر راضی ہونا،تینوں باتیں درست نہیں اور جب یہ باتیں یزید کے متعلق ثابت ہی نہیں تو پھی یہ بھی جائز نہیں کہ یزید کے متعلق ایسی بدگمانی رکھی جائے کیونکہ کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی حرام ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے،بنابریں ہر مسلمان سے حسن ظن رکھنے کے وجوب کا اطلاق یزید سے حسن ظن رکھنے پر بھی ہوتا ہے''

(وفیات الاعیان،جلد 2،ص 450،طبع جدید)

اسی طرح اپنی ایک اور معروف کتاب ''احیاء العلوم'' جلد 3 ص 131, میں فرماتے ہیں:

''اگر سوال کیا جائے کہ کیا یزید پر لعنت کرنی جائز ہے کیونکہ وہ سیدنا حسینؓ کا قاتل یا قتل کا حکم دینے والا ہے؟ تو ہم جواب میں کہیں گے کہ یہ باتیں قطعاً ثابت نہیں ہیں اور جب تک یہ باتیں ثابت نہ ہوں، یزید کے متعلق یہ کہنا جائز نہیں کہ اُس نے قتل کیا یا قتل کا حکم دیا''

اسی طرح اپنی ایک اور معروف کتاب ''وفیات الاعیان، جلد 2، ص 450، طبع جدید'' میں فرماتے ہیں۔

''یزید کیلئے رحمت کی دعا کرنا (رحمۃ اللہ علیہ کہنا) نا صرف جائز بلکہ مستحب ہے اور وہ اس دعا میں داخل ہے جو ہم کہا کرتے ہیں ''یا اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دے'' اس لیے کہ یزید مومن تھا''

مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کیا فرماتے ہیں ''احکام شریعت، ص 88، حصہ دوم'' میں یزید کے بارے میں

''اور امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں اور نہ کافر لہذا یہاں بھی سکوت کرینگے۔

محترم قارئین سب سے آخری میں میں ایک بخاری شریف کی مستند احدیث شریف بیان کر رہا ہوں، یہ سیدنا ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

''میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر قسطنطنیہ میں جہاد کریگا، وہ بخشا ہوا ہے''۔ (صحیح بخاری، ح نمبر 2924)

میری گزارش ہے آپ لوگوں سے اس حدیث کے مطابق یزید کو برا بھلا کہنے سے باز رہنا چاہیے، جس میں خود رسول اللہ ﷺ نے غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کرنے والوں کی مغفرت کی بشارت دی ہے، اور یزید اس جنگ کا کمانڈر تھا، یہ بخاری شریف کی مستند حدیث ہے اور آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے، کسی کاہن یا نجومی کے پیشن گوئی نہیں، کہ بعد کے واقعات اس کو غلط ثابت کر دیں، اور اگر ایسا ہو تو پھر نبی کے فرمان اور کاہن یا نجومی کی پیشن گوئی میں فرق باقی نہیں رہے گا۔ اب آپ جانے اور آپکا کام میں حوالا جات آپکے سامنے رکھ دیئے ہیں۔۔ آپ فیصلہ خود کر لیں۔

ضروری باتیں:۔۔۔اپنے خلافت کے زمانے میں یزید 51,52,53 ہجری میں امیر حج رہا، اگر وہ شرابی اور زانی تھا تو پھر مسلمانوں نے اُس کے پیچھے حج ادا کیوں کیا؟۔۔۔۔ یزید کی بیوی کون ہے اور کس کی بیٹی ہے۔۔ کیا وہ سیدنا حسینؓ کی بھتیجی نہیں۔۔۔ یزید اگر زانی اور شرابی تھا تو کیا مقام رہے جاتا ہے اُن امہات المومنینؓ اور اصحاب رسولؓ جنہوں نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، جن میں سیدنا عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، حضرت مغیرہؓ بن شعبہ جیسے جلیل القدر صحابہؓ شامل ہیں۔۔۔۔ ذرا سوچیں تو سہی۔ پھیر فیصلہ کریں۔۔

محترم قارئین میں نے تاریخ اور حدیث سے آپکے سوال کا جواب دیا ہے آپ اسکو پڑھیں۔ اور اگر کوئی غلطی ہو یا کوئی حوالہ غلط ہو تو آپکا بھائی حاضر ہے ہر طرح کا ثبوت پیش کرنے کیلئے۔۔۔۔ واللہ عالم

آپکی دعاؤں کا طالب:۔ محمد ابوسفیان ملک

misfpakistan@gmail.com

﴿برائے مہربانی اپنے دوست احباب کو بھیجیں﴾ آپ کسی بھی قسم کا سوال بھیج سکتے ہیں۔

کیا واقعہ کربلا ایک اتفاقی حادثہ تھا؟

میر مراد علی خان

محمد ابوسفیان ملک کے اعتراضات مختصراً حسب ذیل ہیں

ا۔"واقعۂ کربلا ایک اتفاقی حادثہ تھا یہ حق و باطل کا معرکہ نہیں تھا۔ اگر حق و باطل کا معرکہ ہوتا تو مدینہ میں صحابہ کرام کی کثیر تعداد موجود تھی وہ ضرور اس میں حصہ لیتے، بلکہ حضرت عبداللہ ابن عباس، ابوسعید خدری، اور عبداللہ ابن عمر جیسے اجلہ صحابہ موجود تھے۔ بہت سے صحابہ کرام نے حضرت حسینؓ کو کوفہ کے سفر سے باز رکھنے کی کوشش کی۔۔

۲۔ جب راہ میں مسلم ابن عقیل کی شہادت کی اطلاع ملی حضرت حسین نے واپسی کا پروگرام بنالیا مگر مسلم ابن عقیل کے رشتہ داروں نے کہا ہم کوفہ پہنچ کر مسلم ابن عقیل کے قاتلوں سے بدلہ لیں گے مدینہ واپس نہیں جائیں گے اگر یہ حق و باطل کا معرکہ ہوتا تو حضرت حسینؓ واپس ہونے کا خیال کیسے کرتے۔

تیسری بات یہ کہ جب یزید کے لشکر سے آمنا سامنا ہوا تو فوج کے سپہ سالار ابن زیاد سے حضرت حسینؓ تین باتیں پیش فرمائیں ایک یہ کہ ہمیں مدینہ واپس جانے دیا جائے، دوسری یہ کہ ہمیں کسی اسلامی ملک کی سرحد پر روانہ ہونے دیا جائے تا کہ وہاں رہ کر ہم ملک کا دفاع کرتے رہیں تیسری یہ کہ ہمیں یزید کے پاس جانے کی اجازت دیں تا کہ بالمشافہ ہم بات کرسکیں اگر یہ حق و باطل کا معرکہ ہوتا تو حضرت حسینؓ ان تینوں باتوں کو پیش کش نہ کرتے۔"

۳۔ معاویہ کی قصیدہ خوانی

۴۔ یزید کی وکالت میں صحیح بخاری کی حدیث اور ابن تیمیہ کا قول۔ بخاری کی حدیث جس میں قسطنطنیہ کے حوالے سے۔

جواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولانا محمد ابوسفیان ملک نے ایک بڑے مسئلہ کا خود حل فرما دیا۔ چنانچہ آپ اپنے مضمون کی ابتداء ہی میں یہ اقرار کر چکے کہ مصوف کا "جواب جو لکھ رہے ہیں وہ ایسی مستند کتابوں کے حوالا جات کیساتھ جو آج کل کے دور میں نہیں آج سے بارہ تیرہ سو سال پہلے لکھی گئی ہیں"۔ چنانچہ جن کتابوں کا حوالہ مصوف نے عنایت فرما کر مستند قرار دیا ہے اُن میں: تاریخ طبری؛ البدایۃ والنھایۃ آحیا العلوم؛ اور بلاذری کی انساب الاشراف؛ بخاری شریف ہیں۔

پہلے اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ کیا واقعہ کربلا اور شہادت امام حسینؓ ایک اتفاقی حادثہ تھا۔ ۲۳/ رجب ۶۰ ہجری کو معاویہ فوت ہوا اور یزید نے ولید بن عتبہ ابن ابی سفیان کو لکھا کے امام حسین سے بیعت لیں۔ جس یزید نے امام حسینؓ سے بیعت کا مطالبہ کیا اُس کا کردار کیا تھا۔ عبداللہ بن حنظلہؓ اجلہ صحابی رسولؐ اکرم میں سے ہیں ان کی قیادت میں ایک وفد یزید کے پاس بھیجا گیا تھا۔ جب یہ وفد واپس آیا تو انہوں نے یہ اعلان کیا: قدمنا من رجل ليس دين يشرب الخمر تعذب عنده المغنيات بالمعارف یعنی ہم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہیں جو بالکل بے دین ہے شراب پیتا ہے اور گانے والیاں اُس کے پاس رقص کرتی ہیں۔ یہ ایک "عادل صحابیؓ" کے الفاظ تھے جو بقول آپ کے ۔ تاریخ ابن کثیر البدایۃ والنھایۃ عربی جلد ۸ ص ۲۳۶ حالات ۶۳ ہجری، اردو تاریخ ابن کثیر طبع نفیس اکڈیمی پاکستان جلد ۸ ص ۱۱۳۷ تا ۱۱۴۰ ،تاریخ طبری ابن جریر عربی ج ۴ ص ۳۶۸، اردو نفیس اکڈیمی جلد ۴ ص ۳۰۶۔ اس کے بعد عبداللہ بن حنظلہؓ صحابی رسول فرماتے ہیں کہ: ان رجلا ينكح الأمهات والبنات والاخوات و يشرب الخمر ويدع الصلاة۔ کہ

یہ یزید وہ شخص ہے جو ماؤں، بیٹوں بہنوں سے نکاح کرتا ہے (اس کے نزدیک ماؤں اور بیٹیوں اور بہنوں کی کوئی حرمت نہیں)، شراب پیتا ہے اور تارک نماز ہے۔

طبقات ابن سعد اردو جلد ۵ ص ۶۶ حالات عبداللہ بن حنظلہ، طبری جلد ۴ ص ۳۶۸، اردو ص ۳۱۱، تاریخ ابن کثیر جلد ۸ ص ۱۱۳۷ تا ۱۱۴۰۔ تاریخ ابن خلدون نفیس اکیڈمی حصہ دوم ص ۱۲۲۔ تو اہل مدینہ نے یزید کی بدکاریوں کی وجہ سے اُس کی بیعت توڑ دی اس کے نتیجے میں یزید نے مسلم بن عقبہ حاکم مدینہ کو حکم دیا کہ جب تو اہل مدینہ پر غالب آئے تو مدینہ کو تین دن تک مباح قرار دینا اور اس فعل کی وجہ سے لوگوں نے یزید پر تکفیر کی "وأمر يزيد بن معاوية مسلم ابن عقبة ان يبيح المدينة ثلاثه ايام و هو الذى عظم انكار الناس عليه من فعل يزيد"۔ یہ الفاظ ہیں بنی اُمیہ کے زبردست حامی **ابن تیمیہ** حرانی منہاج السنہ ج ۳ ص ۲۵۳ طبع اول بولاق مصر۔ اور ابن عساکر نے تاریخ مدینہ ودمشق ج ۵۸ ص ۱۰۶ میں اور علامہ ذہبی، سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۱۶۰۔ حرہ کا دردناک واقعہ پیش آیا جس کا ذکر تاریخ کی ہر معتبر کتابوں میں مذکور ہے۔

ابن حجر مکی اپنی کتاب صواعق محرقہ جس کا اردو ترجمہ برق سوزاں ہے پاکستان میں طبع ہوئی اس کے صفحہ ۶۳۴ میں ہے ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابو یعلی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جہاں لعنت کے مستحقین کا ذکر کیا گیا ہے وہاں یزید بن معاویہ کا بھی انہوں نے ذکر کیا۔

اور صفحہ ۶۳۵ میں آنحضرتؐ کی حدیث کہ میری اُمت سے بنو اُمیہ میں ایک آدمی جسے یزید کہا جائے گا یہ بربادی کرے گا۔

دوسرا اعتراض کے اجلہ صحابہ نے امام حسینؑ کو روکنے کہ کوشش بھی کی تھی مگر آپ رو کے نہیں۔

وہ کونسی طاقت تھی جس نے امام حسینؑ کو روکنے نہیں دیا ۔رسول اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ہی اس بات کی پیشگوئی کردی تھی اور صحابہ کو امام حسینؑ کا ساتھ دینے کی تاکید بھی کی تھی۔ چنانچہ رسول اللہؐ فرماتے ہیں: ان ابنى هذا يعنى الحسين يقتل بارض من ارض العراق يقال لها كربلا فمن **شهد ذلك منكم فلينصره**۔ یعنی یہ میرا فرزند حسینؑ عراق کی سرزمین کربلا میں شہید کیا جائیگا۔ **تم اگر اُس وقت موجود ہوں تو تم کو چاہئے کہ مدد کریں**۔ اس حدیث کا کئی معتبر ترین کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ اجمالاً مسند احمد ابن حنبل ج ۱ ص ۸۵، الاصابة ابن حجر ج ۱ ص ۲۷۱؛ کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۲۳ تا ۱۲۶؛ مسند ابی یعلی جلد ۱ ص ۲۹۸؛ ابن عساکر ج ۱۴ ص ۲۲۴؛ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۸۶؛ المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱۴ ص ۶۳۲۔

حق یہ ہے کہ جن صحابہ کرام نے امام حسینؑ کو روکنے کی کوشش کی تھی وہ سراسر حکم رسولؐ کی خلاف کررہے تھے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ حکم رسولؐ کے تحت سب امام حسینؑ کا ساتھ دیتے ۔وہ لوگ جو حیات رسولؐ اکرم میں ہر وقت عدول حکمی کرتے تھے اور حیلے وحوالے بناتے تھے بھلا اُن سے کیا اُمید ہوسکتی ہے۔ ہمیشہ بھاگتے ہی رہے چاہے وہ میدان جنگ ہو یا میدان عمل ہو۔ جان کے خوف سے بھاگ جانے پر پھر بھی کئی بہانے بنائے جاسکتے ہیں مگر دیکھا گیا ہے کہ یہ" اجلہ صحابہ "اور اُن میں جو اکابر صحابہ تھے وہ بھی آنحضرتؐ کو نماز میں چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔ جامع ترمذی جلد دوم ص ۵۲۶ باب تفسیر سورہ جمعہ۔ صحیح ابن حبان جلد ۱۵ ص ۲۹۸۔

عصر جدید کے مشہور عالم علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفارق طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان ص ۴۷ میں اس طرح لکھتے ہیں: یہ واقع بظاہر تعجب سے خالی نہیں کہ جب آنحضرت نے انتقال فرمایا تو فوراً خلافت کی نزاع پیدا ہوگئی اور اس بات بھی انتظار نہ کیا گیا کہ پہلے رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فراغت حاصل کرلی جائے۔ کس کے قیاس میں آسکتا ہے کہ رسولؐ اللہ انتقال فرمائیں اور جن لوگوں کو اُن کے عشق و محبت کا دعویٰ ہو وہ اُن کو بے گور و کفن چھوڑ کر چلے جائیں اور اس بندوبست میں مصروف ہوں کہ مسند حکومت اوروں کے قبضہ میں نہ آجائے۔ تعجب پر تعجب یہ ہے کہ یہ فعل اُن لوگوں سے (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) سرزد ہوا جو آسمان اسلام کے مہر و ماہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔

چنانچہ امام غزالی کی کتاب احیا العلوم میں لکھتے ہے کہ اُس وقت مدینہ طیبہ میں دس ہزار اصحاب رسولؐ اکرم موجود تھے جس میں صرف ۴۰ اصحابؓ نے ساتھ دیا۔ عبداللہ ابن عمر نے امام حسینؑ سے سفر عراق پر یہ کہا کہ" آپ جگر گوشۂ رسولؐ ہیں آپ کے سوا کوئی اس وقت والی نہیں ہے ، اللہ نے آپ پر شر کے دروازے بند رکھے ہیں صرف خیر کے دراوزے کھولے ہیں"۔ احیا العلوم الدین اردو ترجمہ مولانا ندیم الواجدی دار الشاعت اردو کراچی جلد ۲ ص ۳۴۷۔

بتلائے جو ۴۰ صحابہ کرامؓ امام حسینؑ کا ساتھ دیا اُن کے بارے میں کیا حکم ہے؟

عن محمد بن عمر بن حسین قال کنا مع الحسین بنھر کربلا فنظر الی شمر ذی الجوشن ، فقال صدق اللّٰہ و رسوله قال رسول اللّٰہؐ !کانی انظر الی کلب أبقع یلغ فی دماء اهلبیتی! و کان شمر ابرص۔ یعنی محمد ابن عمر بن حسین کہتے ہیں کہ ہم لوگ کربلا میں امام حسینؑ کے ساتھ تھے۔آپ نے شمر ذی الجوشن کیطرف دیکھ کر فرمایا سچ فرمایا تھا اللہ اور اُس کے رسولؐ نے۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ میں ایک ابقع (جس کے جسم پر جا بجا سفید داغ ہوں) کتے کو دیکھتا ہوں کہ وہ میرے اہلبیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے اور اُن کا لہو چاٹتا ہے۔شمر ابرص تھا۔(اسکے جسم برص سفید داغ تھے) کنز العمال جلد ۱۳ ص ۶۷۲،تاریخ مدینہ و دمشق ابن عساکر طبع دار الفکر بیروت ج ۲۳ ص ۱۹۰۔

جس وقت امام حسینؑ روانہ ہونے لگے اور اعزہ نے اور احباب نے روکا تو اس وقت بھی امام حسینؑ کو رسولؐ اللہ نے یہی حکم دیا کہ عراق جاؤ تا کہ تمہاری شہادت سے دین اسلام کی حفاظت کا سامان ہو جائے۔اسد الغابہ جلد ۳ ص ۲۱ علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں توفی معاویة لم یبایع أیضا وسار من المدینة إلی مکة فأتاه کتب أهل کوفة و هو بمکة فتجهز للمسیر فنهاه جماعة منهم أخوه محمد ابن الحنیفة و ابن عمر وابن عباس و غیرهم فقال رأیت رسول اللّٰہ ﷺ فی المنام و أمرنی بأمر فأنا فاعل ما أمرنا أتی العراق کان یزید قد استعمل عبیداللّٰہ ابن زیاد علی الکوفة فجهز الجیوش إلیه۔۔۔:جب معاویہ کی وفات ہوئی تب بھی حضرت حسینؑ نے بیعت نہیں کی اور مدینہ سے مکہ چلے گئے۔مکہ ہی میں اہل کوفہ کے خطوط ان کے پاس پہونچے لہذا انھوں نے سفر کا سامان تیار کر لیا۔بہت لوگوں نے انہیں منع کیا ان کے منع کرنے والوں میں ان کے بھائی محمد بن حنیفہ اور ابن عمر اور ابن عباس وغیرہ تھے مگر حضرت حسینؑ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے آپؐ نے مجھے جس بات کا حکم دیا ہے اُس پر عمل ضرور کروں گا۔چنانچہ آپ عراق چلے گئے۔

حضرت امام حسین نے ان لوگوں کی نصیحت کو قبول نہ کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی:قال انی رایت رؤیا رایت فیھا رسول اللّٰہ وامرت فیھا بامرنا أنا ماض له علی کان اولی۔ فقالا له فما تلک الرؤیا۔ قال ما حدثت بها احدا و ما انا محدث بها احد القی ربی:یعنی میں نے حضرت رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا جس میں آپ نے مجھے اس بات حکم دیا ہے جس کو میں ترک نہیں کر سکتا۔خواہ اس میں میرا نقصان ہو یا نفع۔ لوگوں نے پوچھا وہ خواب کیا ہے۔آپ نے فرمایا میں اب تک یہ خواب کسی سے بیان نہیں کیا اور نہ آیندہ بیان کروں گا۔یہاں تک کہ اپنے پرودگار کی خدمت میں پہونچ جاؤں۔طبری ج ۴ ص ۲۹۲؛ابن عساکر ج ۱۴ ص ۲۰۹؛سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۹۸؛البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۷۶۔ یہ ذہن نشین رہے کہ امام حسین بالاتفاق از روئے آیت تطہیر ہر برائی سے دور ہیں اور وہ کوئی بات غلط نہیں کہہ سکتے۔

اب ایک سوال ذہن انسان میں پیدا ہو سکتا ہے کہ امام حسینؑ کو خواب کی باتوں پر توجہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔اس کا جواب یہ ہے کہ جب کسی شخص کو آنحضرت خواب میں نظر آئے اور کوئی حکم دیں تو اُس کی تعمیل ویسی ہی ضروری ہے جیسی جاگنے میں دیں۔چنانچہ یہ حدیث مشھور ہے: من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل صورتی یعنی کہ جو شخص مجھے خواب میں دیکھے گا وہ درحقیقت مجھ ہی کو دیکھے گا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کر سکتا ہے۔صحیح بخاری پارہ ۲۵ کتاب الاداب ج ۷ ص ۱۱۸۔صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۱۸ اسنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۲۸۴،مسند امام احمد ابن حنبل جلد ۱ ص ۲۷۹۔

مولانا موصوف نے دوسری بات یہ کی کہ حضرت مسلم ابن عقیل کے رشتہ داروں نے کہا کہ ہم بدلہ لیں گے اور اسی لئے امام حسینؑ کوفہ کی جانب روانہ ہوئے خود مولانا کی تیسری دلیل سے رد ہو جاتی ہے۔اگر بدلا لینا تھا تو پہلے تمام ہمراہ جو خواتین تھیں اور بچے تھے اِن سب کو کسی امن کی جگہ بھیج دیتے اور شرائط میں ایک شرط یہ بھی شامل کرتے کہ ہمیں قاتلان حضرت مسلم ابن عقیل حوالے کردو۔عبداللہ ابن زیاد کوفہ کا گورنر تھا بحکم یزید اس نے عمر ابن سعد ابن ابی وقاص کو فوج کا سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا۔جو شرائط امام حسینؑ نے پیش کئے یہ سب اتمام حجت کے لئے تھے تا کہ دنیا کو اس بات کا علم ہو جائے کہ امام حسینؑ جنگ کے لئے نہیں بلکہ اہل کوفہ کی دعوت پر آئے تھے اور یہ دکھلانا تھا کہ یزید کا صرف ایک ہی مقصد تھا بیعت یا قتل۔چنانچہ خود امام حسینؑ کے الفاظ تاریخ میں موجود ہے وایم اللّٰہ لو

کنت فی جحر ھامة من ھذه الھوام لا ستخرجنی حتی یقضوا فی حاجتھم۔ یعنی واللہ اگر میں ان چھوٹے حشرات الارض کے سوراخوں میں جا چھپوں جب بھی یہ لوگ مجھے اُس سے نکال کر قتل کر کے رہیں گے۔مقتل اامام حسینؑ ابی مخنف لوط بن یحیٰی متوفی ۱۵۷ھ صفحہ ٦٧؛ طبری جلد ۴ ص ۲۸۹؛ تاریخ کامل جلد ۴ ص ١٦؛ ترجمہ امام حسینؑ، ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ طبع مجمع احیاء الثقافة الاسلامیة ص ۳۰۸۔

اگر بالفرض امام حسینؑ مدینہ میں رہتے تو جو واقعہ حرہ بعد قتل حسینؑ ہوا وہ حیات امام حسینؑ میں ہی ہو جاتا اور دنیا میں یہ مشہور ہوتا کہ یہ قتل و غارتگیری صرف امام حسینؑ کی وجہ سے ہوی اور قتل حسینؑ کو یہ کہہ کر ٹالدیا جاتا کہ چند شر پسندوں نے لوٹ مار مچائی اور اس لوٹ مار میں امام حسینؑ بھی ''کسی'' کے ہاتھوں قتل کر دئے گئے۔ اور اگر امام حسینؑ مکہ میں رہ جاتے تو مکہ اور خصوصاً کعبہ کی بےحرمتی کا سبب بنتے۔ آج تاریخ اسلام وقعہ حرہ کے نام سے جو قتل اور غارت گیری کی گئی اُس پر غور کریں۔

یزید نے مسلم بن عقبہ حاکم مدینہ کو حکم دیا کہ جب تو اہل مدینہ پر غالب آئے تو مدینہ کو تین دن تک مباح قرار دینا ا''وأمرنا یزید بن معاویة مسلم ابن عقبة ان یبیح المدینة ثلاثه ایام و ھوالذی عظم انکار الناس له من فعل یزید ''یہ الفاظ ہیں بنی اُمیہ کے زبردست حامی **ابن تیمیه** حرانی منھاج السنه ج ۳ ص ۲۵۳ طبع اول بولاق مصر۔ اور اس کو ابن عساکر نے تاریخ مدینہ و دمشق ج ۵۸ ص ١٠٦ میں اور علامہ ذہبی، سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ١٦٠ نے بھی تحریر کیا۔ چنانچہ روز چہارشنبہ ۲۸ ذی الحجہ ٦٣ ہجری کو مدینہ منورہ میں قتل و غارت کر کے مکمل طور پر اس حکم کی تعمیل کی گئی اور تین دن اور رات مسلسل یزیدی فوج نے مدینے کو لوٹتے رہے پندرہ ہزار مرد و خواتین اور معصوم بچے ان کے جسموں کو ریزہ ریزہ کر کے موت کے گھاٹ اُتار دئے گئے۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ مسجد نبوی کے آس پاس خون میں لت پت لاشوں کے ڈھیر ہی ڈھیر تھی، ان تین راتوں میں مدینہ کی تقریباً ایک ہزار خواتین کی عصمت دری کی گئی ابن کثیر اپنی تاریخ البدایة و النھایة جلد ٦ ص ۲٦۲؛ طبری جلد ۴ ص ۳٦۸۔ میں لکھتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے بعد مدینہ کی ایک ہزار عورتوں کو ناجائز بچے پیدا ہوئے۔ مشہور مصری عالم و محقق علامہ عباس محمود العقاد اپنی تصنیف ''ابوالشھداء'' طبع دار الکتاب العربی بیروت کے ص ١٧٧ تا ١٧٨ پر واقعہ حرہ کے سانحہ پر یہی لکھا ہے۔

ابن کثیر اپنی تاریخ البدایة والنھایة جلد ۸ ص ۲۰۰ تا ۲۲١ طبع بیروت میں بڑی صراحت سے لکھتے ہیں تقریبا ۳۰۰ کنواری لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی اور تقریبا اسی قدر صحابہ کرام قتل کئے گئے کئی دن تک مسجد نبوی میں نماز نہیں ہوئی مسجد نبوی میں داخلہ ممکن نہ تھا حتیٰ کہ مسجد نبوی میں کتے داخل ہوئے اور انہوں نے منبر رسول کو نجس کیا۔ اس کا ذکر ابن حجر نے صواعق محرقہ اردو ترجمہ برق سوزاں صفحہ ٦۳۴ تا ٦۳۵ طبع شبیر برادر لاہور میں بھی کیا۔

واقعہ حرہ میں شہید ہونے والے چند مشہور صحابہ کرام کے نام یہ ہیں۔ حضرت معقل بن اسنان، حضرت عبداللہ بن زید ابن عاصم یہ بدری صحابی تھے، حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ ان کے ساتھ ان کے آٹھ بیٹے دو بھائی اور تین بھتیجے۔ حضرت واسع بن حبان اور اُن کے بھائی سعد بن حبان یہ دونوں صحابی ہیں جنھیں بیعت رضوان کا شرف حاصل ہے، حضرت عبداللہ بن زمعہ اور اُن کے دو بیٹے، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی حاطب اور ام المومنین حضرت اُم سلمہ کے دونواسے حضرت زینب بنت ام سلمہؓ کے دو بیٹے شہید کئے گئے۔

اتفاقی حادثہ

اس'' اتفاقی حادثہ'' کے تاثرات جو بعد شہادت حضرت امام حسینؑ ظہور میں آئے۔ ہم پھر صواعق محرقہ کے اردو ترجمہ برق سوزاں کا حوالہ دیں گے صفحہ ٦۳۹ تا ٦٦٠ (یہ صرف اس لئے یہ کتاب ہر جگہ حتیٰ کہ امریکہ میں بھی آسانی سے دستیاب ہوسکتی ہے)۔ اس کے علاوہ علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب تاریخ الخلفاء اردو ترجمہ طبع نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۲۰۸ تا ۲١٠ میں نہ صرف شہادت امام حسینؑ اور اس کا اثر لکھا بلکہ آپ نے ''امام حسینؑ کے قاتل، ابن زیاد اور یزید ان تینوں پر اللہ کی لعنت'' بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ علامہ جلال الدین سیوطی مزید یہ لکھتے ہیں کہ دیواروں پر دھوپ کا رنگ پیلا سا نظر آتا تھا اور ستارے ٹوٹتے تھے، اس دن سورج کو گہن لگ گیا تھا اور مسلسل آسمان کے کنارے سرخ رہے بیت المقدس کا جو بھی پتھر پلٹا جاتا تو اُس کے نیچے تازہ خون دکھائی دیتا۔ جنّات کو نوحہ کرتے اور روتے سُنا گیا۔

ترمذی جلد دوم ص ۶۹۸ میں ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ رو رہی تھیں جب سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا رسولؐ اکرم کو اور اُن کے سر اور ریش اقدس پر خاک تھی میں نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا میں موجود تھا جب امام حسینؑ قتل ہوئے۔

مشکواۃ شریف فصل تیسری حدیث ۵۹۱۸ اور ۵۹۱۹ جلد سوم ابن عباسؓ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرتؐ کے سر کے بال پراگندہ اور پاؤں خاک آلودہ اور ہاتھ میں ایک شیشی ہے خون سے بھری ہوئی جب ابن عباس نے پوچھا یہ آپ کا کیا حال ہے تو آپؐ نے فرمایا یہ خون حسینؑ ہے اور اُس کے ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں نے آج جمع کیا ہے۔(روایت بیہقی اور مسند احمد)،

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب غنیته الطالبین اردو ترجمہ مکتبہ ابراہیمیہ لاہور ص ۸۲ ۴ تا ۸۳ ۴ میں تحریر فرماتے ہیں حضرت ام المومنین حضرت ام سلمہؓ رو رہی تھی جب سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا رسولؐ اکرم کو اور اُن کے سر اور ریش اقدس پر خاک تھی میں نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا میں موجود تھا جب امام حسینؑ قتل ہوئے۔ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت امام حسینؑ نے شہادت پائی ہے اُس دن ستر ہزار فرشتے آپ کی قبر پر نازل ہوئے اور وہ آپ کی مظلومی اور حالت زار پر قیامت تک روتے رہیں گے۔

بتلائیے یہ ۷۰ ہزار فرشتوں کا رونا حکم خدا سے ہے یا نہیں؟۔ کیا یہ شہادت عظیم اتفاقی حادثہ تھا؟۔

اور یہ اعتراض کہ اگر یوم شہادت منانا جائز ہوتا تو سید الشہداء حضرت امیر حمزہ کی شہادت منانے کا آپؐ اعلان فرماتے''۔ کئی معتبر کتابوں میں یہ لکھا گیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بعد غزوۂ احد بنی عبدالاشہل اور ظفر انصاریوں گھروں سے گذرے آپؐ نے وہاں نوحہ وبکا کا شور سُنا جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہے تھے، آپؐ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور گریہ طاری ہوگیا پھر آپؐ نے فرمایا ''لیکن حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں ہے''۔ یہ سن کر انصار کی عورتوں نے آنحضرت ﷺ کے چچا پر نوحہ کیا۔ رجع رسول اللہ ﷺ یوم احد فسمع نسأ بني عبدالأشهل يبكين على هلكا من فقال: لكن حمزة لا بواكى له فجئن نساء الأنصار فبكين على حمزة عنده ورقد فاستيقظ وهن۔ يبكين''۔ المستدرک علیٰ الصحیحین حاکم جلد ۳ ص ۲۱۵ طبع دار الکتب العلمۃ بیروت لبنان، مسند احمد ابن حنبل ج ۲ ص ۸۴، سنن ابن ماجۃ ج ۱ ص ۵۰۷ فتح الباری ج ۳ ص ۱۲۹ طبقات ابن سعد اردو طبع نفیس اکیڈیمی حصہ اول ص ۴۴ ۳ میں مزید یہ لکھا ہے کہ ''رسولؐ اللہ نے اُن کے لئے دعا کی اور واپس جانے کا حکم دیا۔ آج تک وہ عورتیں جب بھی انصار میں سے کوئی مرتا ہے تو پہلے حضرت حمزہؓ پر روتی ہیں پھر میت پر روتی ہیں''؛ سیرۃ ہشام اردو ترجمہ طبع شیخ غلام علی اینڈ سنز پاکستان ج ۲ ص ۸۳؛ تاریخ طبری اردو طبع نفیس اکیڈمی کراچی حصہ اول ص ۲۴۸۔

حضرت فاطمہؑ کا معمول تھا کہ آپ اپنے چچا حضرت حمزہؓ کی قبر پر جاتیں تھیں دعا کرتیں تھیں اور روتی تھیں ۔ان فاطمة بنت النبی ﷺ كانت تزور قبر عمها حمزة بن عبدالمطلب فی الایام فتصلی و تبكی عنده: المستدرک الصحیحین الحاکم جلد ۳ ص ۲۸ ۔تلخیص الحجیر ابن حجر عسقلانی جلد ۵ ص ۲۴۸؛ سبل السلام ابن حجر جلد ۲ ص ۱۱۵؛ نیل الاوطار الشوکانی جلد ۴ ص ۱۶۶؛ احکام الجنائز الالبانی ص ۱۸۳؛ السنن الکبری البیهقی جلد ۴ ص ۷۸۔

ان النبی ﷺ زار قبور الشهداء باحد فقال اللهم ان عبدک و نبیک ان هؤلاء شهداء وانه من زارهم و سلم علیهم إلى یوم القیامة ردوا علیه: المستدرک الصحیحین الحاکم جلد ۳ ص ۲۹۔ آنحضرت شہداء احد کی قبر پر جا کر دعا کرتے تھے۔

اور صحیح بخاری کے حوالے سے یزید کے بخش جانے کی روایت تحریر فرمائی اُس کے جواب میں اصل تحریر عربی اور اُس کا ترجمہ بقلم علامہ وحید الزمان اور نوٹ قابل ملاحظہ۔ صحیح بخاری جلد ۴ کتاب الجهاد

حدثنا إسحاق بن يزيد الدمشقي حدثنا يحيى بن حمزة قال حدثني ثور بن يزيد عن خالد بن معدان أن عمير بن الأسود

العنسي حدثه أنه أتى عبادة بن الصامت وهو نازل في ساحة حمص وهو في بناء له ومعه أم حرام قال عمير فحدثتنا أم حرام أنها سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول أول جيش من أمتي يغزون البحر قد أوجبوا قالت أم حرام قلت يا رسول الله أنا فيهم قال أنت فيهم ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم أول جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم فقلت أنا فيهم يا رسول الله قال لا ۔

اردو ترجمہ تیسیر البخاری جلد ۴ ص ۱۲۵، علامہ وحید الزمان ۔ اعتقاد پبلشنگ ہاوس دہلی ۔

ہم سے اسحاق بن یزید دمشقی نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰ بن حمزۃ نے کہا مجھ سے ثور بن یزید نے انہوں نے خالد بن معدان سے اُن سے عمیر بن اسود العنسی نے بیان کیا وہ عبادہ بن صامت صحابی کے پاس گئے عبادہ حمص کے ساحل پر اُترے ہوئے تھے ۔ اُم حرام اُن کی بیوی بھی اُن کے ساتھ تھیں ؓ میر نے کہا کہ اُم حرم نے ہم سے بیان کیا کہ اُنہوں نے آنحضرت ﷺ سے سُنا آپ ؐ نے فرمایا کہ میری اُمت کا پہلا لشکر جو سمندر پر سوار ہو کر جہاد کرے گا اُس کے لئے بہشت واجب ہے ۔ اُم حرام نے پوچھا کیا رسول اللہ ؐ ! میں بھی اُن میں ہوں گی؟ آپ ؐ نے فرمایا تو بھی اُس میں ہوگی ۔ پھر آپ ؐ نے فرمایا میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا اُس کی بخشش ہوگی ۔ میں نے عرض کیا یا رسول ؐ اللہ ! میں بھی اُن میں ہوگی؟ آپ ؐ نے فرمایا نہیں ۔

اس کے بعد علامہ وحید الزمان فوٹ نوٹ میں یوں تحریر فرماتے ہیں ۔

اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور بہشتی ہے ۔ میں کہتا ہوں (علامہ وحید الزماں) سبحان اللہ اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا اس وقت تک معاویہ زندہ تھے اُنہی کی خلافت تھی ۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو ۔ خود آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپ ؐ فرمایا وہ دوزخی ہے ۔ اور بہشتی اور دوزخی ہونے پر خاتمہ کا اعتبار ہے جیسے اوپر حدیث میں گزر چکا ۔ یزید نے گویا یہ پہلے اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد وہ وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین علیہ السلام کو قتل کرایا ۔ اہل بیت کی اہانت کی ۔ جب سر مبارک امام حسین ؑ کا آیا تو وہ مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لیا ۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے ۔ مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین مہ پر چڑھائی کی، وہاں منجنیق لگائی ۔ قسطلانی نے کہا یزید امام حسین ؑ کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے اس لئے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے ۔ بلکہ اُن کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے ۔ اللہ کی لعنت اُس پر اور آپس کے مددگاروں پر ۔ انتہیٰ ۔

جواز لعنت یزید ذیل میں سیرۃ حلبیہ سے پیش ہے:

سیرۃ حلبیہ کتاب علامہ علی ابن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ کی مستند کتاب **انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون** کی تین جلدوں کا اردو ترجمہ مترجم مولانا محمد اسلم قاسمی دارالعلوم دیوبند ۶ جلدوں میں کتب خانہ نعیمیہ دیوبند سے کیا ہے ۔ اس کتاب کی اہمیت کے لئے اس کے مترجم کا نام اور مقام اشاعت ہی کافی ہے ۔ اس کے علاوہ ناشر اس کتاب کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ ''اردو زبان میں تا حال اتنی تفصیلی سیرت النبی ﷺ دستیاب نہیں یہ کتاب عربی میں بھی نہایت مستند اور اہم سمجھی جاتی ہے ۔ اس کی سند کا اندازہ اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب ؒ نے اسے ''ام السیّر'' قرار دیا ۔ قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند اس کتاب کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ ''اہم ترین سیرت سیرت حلبیہ ہے جو الامام الھام الشیخ علی ابن برہان الدین حلبی ؒ کے قلم سیرۃ کا شاہ کار ہے ۔ جس کی اُمت ہر دور میں تلقی بالقبول کی ہے ۔ صدیوں سے یہ کتاب تمام کتب سیرت کے لئے ماخذ بنی ہوئی ہے اور مشکلات سیرت میں علماء نے اس کی طرف خاص طور سے رجوع کیا ہے اور اسے مشعل راہ بنایا ہے اور اپنی اپنی تالیفات سیرت کو اسی کے حوالوں سے مزین اور مستند بنایا ہے اور انہیں قابل اعتماد ثابت بنایا ہے ۔ اس لئے اگر اسے ''ام السیّر'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا'' ۔

کیا یزید پرلعنت کرنا جائز ہے؟ شافعی مسلک کے بڑے علماء میں سے علامہ الکیاہراسی ہیں جو امام الحرمین علامہ نظیر الغزالی کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔ ان سے یزید کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ صحابہ میں سے تھا اور آیا اس پرلعنت کرنا جائز ہے؟۔اس پرانہوں نے جواب دیا کہ یزید صحابہ میں سے تو نہیں تھا اس لئے کہ وہ عمر ابن خطاب کے دورخلافت میں پیدا ہوا تھا۔اس پرلعنت بھیجنے کے سلسلہ میں امام احمد بن حنبل کے دوقول ہیں جن میں ایک صاف لعنت کا فتویٰ ہے اور دوسرے میں واضح فتویٰ نہیں ہے،اسی طرح امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے۔اور ہمارے یہاں (شافعیوں) میں اس بارے میں ایک قول ہے اور وہ صریحی لعنت کا قول ہے۔اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ وہ جواری تھا اور شکار میں بازی لگایا کرتا تھا اور ہمیشہ شراب کے نشہ میں رہتا تھا۔نیز شراب کے سلسلہ میں اُس نے شعر کہے ہیں وہ کافی مشہور ہیں۔یہاں تک علامہ ہراسی کا کلام ہے۔سیرۃ حلبیہ جلد اول ص ۵۳۸

مگر علامہ الکیاہراسی نے یزید پرلعنت بھیجنے کا جو حکم لگایا ہے اس کو ہمارے (یعنی حلبی) کے استاد شیخ محمد البکری مانتے ہیں اور اُن کے والد علامہ شیخ ابوالحسن بھی مانتے ہیں۔علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں بڑے بڑے اور متقی علماء نے یزید پرلعنت بھیجنے کو جائز قرار دیا۔علامہ ابن جوزی اس بارے میں ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔ اسی طرح سعد تفتازانی نے لکھا ہے کہ مجھے اس کے اسلام ہی نہیں بلکہ اس کے ایمان میں بھی شک ہے اس پر اُس کے مددگاروں اور ساتھیوں پر اللہ تعالی کی لعنت۔سیرۃ حلبیہ جلد اول ص ۵۲۹۔تفسیر فتح القدیر جلد ا ص ۲۰۵۔

تاریخ الخلفاء علامہ امام جلال الدین سیوطی جلد اول ص ۲۰۷ (عربی) **لعن الله قاتله و بن زياد معه يزيد**۔تاریخ الخلفاء اردو نفیس اکیڈمی ص ۲۰۸ امام حسینؓ کے قاتل،ابن زیاد اور یزید ان تینوں پر اللہ کی لعنت۔

واقعہ حرہ اور مدینہ کی تاراجی۔ سیرۃ حلبیہ جلد اول ص ۵۳۰ تا ۵۳۴۔

یزید کے متعلق آنحضرت ﷺ کا فرمان: میری اُمت کے معاملات ہمیشہ انصاف اور دیانت داری سے چلتے رہیں گے یہاں تک ایک شخص جو بنی اُمیہ سے ہوگا وہ جس کا نام یزید ہوگا اس طریقہ میں رخنہ ڈالے گا۔**لا يزال أمر أمتي قائما بالقسط حتى يثلمه رجل من بنى أمية يقال له يزيد.** سیرۃ حلبیہ جلد اول ص ۵۳۳۔(اس حدیث کو نقل کیا ہے۔**مجمع الزوائد الهيثمى** ج ۵ ص ۲۴۱؛**مسند ابى يعلى** ج ۲ ص ۱۷۶؛کنزالعمال ج ۱۱ ص ۱۶۸ ؛البدایۃ والنھایۃ جلد ۸ ص ۲۳۱؛**الصواعق المحرقه** ابن حجر جلد ۲ ص ۶۳۷ ؛**فيض القدير شرح جامع لصغير المناوى** ج ۳ ص ۱۲۲؛ابن عساکر ج ۶۵ ص ۲۵۰ ۔سیرۃ حلبیہ جلد اول ص ۵۳۸؛تاریخ الخلفاء اردو نفیس اکیڈمی ص ۲۱۰۔

نوفل بن ابوفرات کا بیان کہ میں عمر ابن عبدالعزیز کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔یزید کا ذکر آیا تو ایک آدمی نے کہا: امیر المومنین یزید۔جس پر عمر ابن عبدالعزیز نے فرمایا یزید کو تو امیر المومنین کہتا ہے اور اس جرم میں بیس کوڑے لگانے کی سزا دی۔تاریخ الخلفاء اردو نفیس اکیڈمی ص ۲۱۰۔

جناب محمد ابوسفیان ملک اپنے مضمون میں جو معاویہ کی قصیدہ خوانی فرمائی اُس کے جواب تاریخ طبری،انساب الاشراف،اور ربیع الابرار علامہ زمخشری سے حسب ذیل پیش ہے۔

تاريخ طبرى ج ۵ ص ۶۲۲ طبع دار الكتب العلمية محمد بن جرير الطبرى متوفى ۳۱۰ھ

ومنه قول الرسول عليه السلام وقد رآه مقبلا على حمار ومعاوية يقود به ويزيد ابنه يسوق به لعن الله القائد والراكب والسائق ومنه ما يرويه الرواة من قوله يا بني عبد مناف تلقفوها تلقف الكرة فما هناک جنة ولا نار وهذا كفر صراح يلحقه به اللعنة من الله كما لحقت الذين كفروا من بني إسرائيل على لسان داود وعيسى بن مريم ذلک بما عصوا وكانوا يعتدون ومنه ما يروون من وقوفه على ثنية أحد بعد ذهاب بصره وقوله لقائده

هاهنا ذبينا محمدا وأصحابه ومنه الرؤيا التي رآها النبي صلى الله عليه وسلم فوجم لها فما رئي ضاحكا بعدها فأنزل الله وما جعلنا الرؤيا التي أريناک إلا فتنة للناس فذكروا أنه رأى نفرا من بني أمية ينزون على منبره ومنه طرد رسول الله صلى الله عليه وسلم الحكم بن أبي العاص لحكايته إياه وألحقه الله بدعوة رسوله آية باقية حين رآه يتخلج فقال له كن كما أنت فبقي على ذلک سائر عمره إلى ما كان من مروان في افتتاحه أول فتنة كانت في الإسلام واحتقابه لكل دم حرام سفک فيها أو أريق بعدها ومنه ما أنزل الله على نبيه في سورة القدر ليلة القدر خير من ألف شهر من ملک بني أمية ومنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا بمعاوية ليكتب بأمره بين يديه فدافع بأمره واعتل بطعامه فقال النبي لا أشبع الله بطنه فبقي لا يشبع ويقول والله ما أترک الطعام شبعا ولكن إعياء ومنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يطلع من هذا الفج رجل من أمتي يحشر على غير ملتي فطلع معاوية ومنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا رأيتم معاوية على منبري فاقتلوه ومنه الحديث المرفوع المشهور أنه قال إن معاوية في تابوت من نار في أسفل درک منها ينادي يا حنان يا منان الآن وقد عصيت قبل وكنت من المفسدين ومنه انبراؤه بالمحاربة لأفضل المسلمين في الإسلام مكانا وأقدمهم إليه سبقا وأحسنهم فيه أثرا وذكرا علي بن أبي طالب ينازعه حقه بباطله ويجاهد أنصاره بضلاله وغواته ويحاول ما لم يزل هو وأبوه يحاولانه من إطفاء نور الله وجحود دينه ويأبى الله إلا أن يتم نوره ولو كره المشركون يستهوي أهل الغباوة ويموه على أهل الجهالة بمكره وبغيه الذين قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم الخبر عنهما فقال لعمار تقتلک الفئة الباغية تدعوهم إلى الجنة ويدعونک إلى النار مؤثرا للعاجلة كافرا بالآجلة خارجا من ربقة الإسلام مستحلا للدم الحرام حتى سفک في فتنته وعلى سبيل ضلالته مالا يحصى عدده من خيار المسلمين الذابين عن دين الله والناصرين لحقه مجاهدا لله مجتهدا في أن يعصى فلا يطاع وتبطل أحكامه فلا تقام ويخالف دينه فلا يدان وأن تعلو كلمة الضلالة وترتفع دعوة الباطل وكلمة الله هي العليا ودينه المنصور وحكمه المتبع النافذ وأمره الغالب وكيد من حاده المغلوب الداحض حتى احتمل أوزار تلک الحروب وما اتبعها وتطوق تلک الدماء وما سفک بعدها وسن سنن الفساد التي عليه إثمها واثم من عمل بها إلى يوم القيامة وأباح المحارم لمن ارتكبها ومنع الحقوق أهلها واغتره الإملاء واستدرجه الإمهال والله له بالمرصاد ثم مما أوجب الله له اللعنة قتله من قتل صبرا من خيار الصحابة والتابعين وأهل الفضل

والديانة مثل عمرو بن الحمق وحجر بن عدي فيمن قتل من أمثالهم في أن تكون له العزة والملک والغلبة ولله العزة والملک والقدرة الله عز وجل يقول ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب الله

مختصر ترجمہ اردو: اصل عربی متن طبری عربی ج ۵ ص ۶۲۲ میں ملاحظہ فرمالیں:-

رسول اللہ ﷺ نے دیکھا وہ (ابوسفیان) ایک گدھے پر سوار آرہا تھا۔ معاویہ اُسے کھینچ رہا تھا۔ اُس کا بیٹا یزید (ابوسفیان کا) اُسے ہانک رہا تھا فرمایا کہ: کھینچنے والے، سوار اور ہانکنے والے پر اللہ کی لعنت (۔ تاریخ طبری (اردو) نفیس اکیڈمی کراچی جلد دہم ص ۲۵۸؛ انساب الاشراف البلاذری متوفی ۲۷۹ھ جلد ۵ ص ۱۳۶ طبع دار الفکر بیروت؛ ربیع الابرار ج ۶ ص ۱۱۰؛ تاریخ ابی الفدا جلد اول ص ۳۱۲)۔

منجملہ اُس کا قول (ابوسفیان کا): اے اولادِ عبد مناف اس کرہ کو لے لو نہ جنت ہے اور نہ دوزخ۔ یہ صریح کفر۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اس پہاڑی راستے سے میری اُمت میں سے ایک شخص نکلے گا جس کا حشر میرے دین کے خلاف ہوگا۔ یہ معاویہ نکلا۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم لوگ معاویہ کو میرے منبر پر دیکھنا تو اُسے قتل کر دینا۔

معاویہ آگ کے ایک صندوق میں جہنم کے سب سے نیچے درجے میں ہوگا اور کہے گا یا حنان یا منان کہ یا اللہ! اس وقت رحم کر حالانکہ اس کے قبل میں نے نافرمانی کی تھی اور مفسدین میں سے تھا۔

آخر میں مولانا محمد ابوسفیان لکھتے ہیں عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابن زبیر اور مغیرہ بن شعبہ جلیل القدر صحابہ بیعت یزید میں شامل تھے۔

جواباً عرض ہے

معاویہ نے بیعت یزید کے لئے عبداللہ ابن عمر کو ایک لاکھ درہم بھیجا انہوں نے یہ کہہ کر قبول کیا: میرا خیال ہے کہ معاویہ یہ سمجھتے ہیں ابن عمر کا دین اس قدر ارزاں ہے۔ البدایۃ والنہایۃ نفیس اکیڈمی جلد ۹ ص ۳۲؛ طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۳۱۷۔ اور جب بیعت کر چکے تو یہ فرمایا اگر (یزید) خیر پر رہا تو ٹھیک ہے ورنہ صبر کریں گے۔ طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۳۱۷؛ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی ص ۱۹۹۔

اور عبداللہ ابن زبیر ۔ ہر وہ شخص جو تاریخ سے واقف ہے جانتا ہے کہ یہ تو بیعت کئے ہی نہیں بلکہ اپنی خلافت کا خود اعلان فرمایا اور اسی وجہ سے مکہ میں بالخصوص کعبہ حرم کی بے حرمتی اور تاراجی کا سبب بنے اور بعد میں قتل ہو گئے۔

شرم کی بات یہ کہ مغیرہ بن شعبہ کو جلیل القدر صحابی کہا جا رہا ہے حالانکہ یہ فعل زنا میں ملوث تھا۔ جب حضرت عمر کے زمانے میں اس کا مقدمہ پیش ہوا تو چار گواہوں میں سے صرف ایک گواہ نے یہ گواہی نہیں دی جیسے سلائی سرمہ دانی میں جاتی ہے ویسا نہیں دیکھا۔

ایک دلیل میں یہ تحریر فرمایا کہ اگر قتل امام حسینؑ "اگر باقاعدہ جنگ ہوتی تو جنہوں نے معصوم علیؑ اصغر اور علیؑ اکبر کو نہیں چھوڑا انہوں نے اٹھارہ سال کے زین العابدینؑ کو کیوں چھوڑا؟"۔ مولانا صاحب اللہ کا شکر ہے آپ کے قلم سے یہ تحریر ہے کہ شہدا کی فہرست میں معصوم علیؑ اصغر بھی تھے۔ آپ ہی فرمائے کیا کوئی جنگ کرنے کا قصد کرنے والا اپنی معصوم اولاد کے ساتھ جنگ کرتا ہے؟۔ آپ ہی انصاف کیجئے یہ معصوم کا قتل کس جرم میں ہوا؟۔ ہوسکتا ہے کہ آپ یہ کہہ کر ٹال دیں گے امام حسینؑ اُنہیں لائے ہی کیوں جیسا کہ معاویہ نے حضرت عمارؓ یاسر کی شہادت پر یہ کہا کرتا تھا کہ حضرت عمارؓ کے قاتل اصل میں حضرت علیؑ ہی ہیں جو اُنہیں لے آئے۔ جس کے جواب حضرت علیؑ نے فرمایا تھا: کہ اس طرح حضرت حمزہؓ کے قاتل (معاذ اللہ) حضرت رسول اکرم ﷺ ہیں جو اُنہیں لے آئے۔

بنی اسرائیل کے ہر بچے کو جب فرعون قتل کرنے کا حکم دیا تھا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بچ گئے اور فرعون جانتا تھا کہ یہ بچہ بنی اسرائیل سے ہے پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ الاسلام کے بچ جانے سے فرعون کی بے گناہی ثابت ہو جائے گی؟۔

اس کے جواب میں محمد ابوسفیان نے یہ خط روانہ کیا:

Janaab Muraad Ali Sab ayik baat yaad rakhna kh bhounkna sirf Kutay ki khaslat hi ..... aur Ale-e-Rasool ya Ashab-e-Rasool per wo bhounktay hain jin main Kutoon wali khalstain paye jati hain app .... dalil say baat karin ..... main iss liay kisi ko gali nahin deyta kyun kh main ayik Muslmaan hoon aur Aqa-e-Madni (SAW) nay humain ya taleem nahin diiii......Jiss Ameer ul Momineen Syedna Ameer Muhawiah (RA) ko app maan bahin ki galian day rehay hain......wo aur koe nahin hi....Syedna Hussain (RA) aur Syedna Hassan (RA) ka imam hi.....apni Books kholo jiss main Syedna Hassan (RA) nay 60 din bad apni Khalafat Syedna Muhawiah (RA) k hawalay ker di thi.....iss ki bisharat kh Hazrat Muhammad(SAW) nay apni life main day di thi...." Hassan (RA) mera wo bayta hi jo 2 Muslmaan girhoon k dermiyaan Sulah kerway ga"
App Ashab-e-Rasool (SAW) per bhounknay ki bajay dalil say baat kerain.........aur haan baroon k ehtraam wo kertay hain jin k baray hotay hain aur jo harami payda(Muta say) hoon on ko kia maloon k baray kia hotay hain.....

Bye.............

اس کے جواب میں میں یعنی (مراد علی خان) نے یہ لکھا۔

بسمه سبحانه و بذکر ولیه

1/23/2007

جناب محترم محمد ابوسفیان ملک

میں نے صرف اُن کتابوں کے حوالے آپ کی خدمت میں پیش کیئے ہیں جن کو آپ خود اپنی تحریر میں معتبر اور مستند قرار دئے چکے تھے۔اور وہ آپ حضرات ہی کے مسلک کی ہیں ۔میں نے اُنھیں کتابوں کا حوالہ دیا ہے، اپنی جانب سے ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔اور آپ نے ہم کو کتے کی مثال دے کر اپنی کمزوری اور لاچارگی کا اظہار فرمایا۔ہم کو کتا کہنے سے قبل آپ براہ مہربانی لفظ ''معاویہ'' کے لغت میں کیا معانی ہوتے ہیں وہ ملاحظہ فرمالیں۔
دوسرے یہ کہ جو متعہ کے بارے میں آپ نے فرمایا یہ آپ ہی کے توثیق کردہ کتابوں کے حوالے ہیں۔تفسیر مظہری طبع کراچی پاکستان تو یقیناً آپ پاس ہوگی چنانچہ سورہ النسا تفسیر مظہری اردو جلد سوم ص ۱۳۱ میں یہ لکھا ہے کہا: اسماء بنت ابی بکرؓ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ کے زمانے میں متعہ کیا تھا۔
اسی صفحہ پر اور بھی اقوال ہیں۔

وأول مِجْمر سطَع في المُتعة مجمر آل الزبير .فسل أمک عن بردي عوسجة. یہ ابن عباسؓ نے عبداللہ ابن زبیر سے کہا کہ متعہ کی آگ سب سے پہلے آل زبیر نے سلگائی۔جاؤ تم اپنی ماں سے عوسجہ کی چادروں کے بارے میں پوچھو۔انساب الاشراف جلد ۴ ص ۵۶، العقد الفرید ج ۴ ص ۸۵، جمهرة خطب العرب احمدزکی صفوت ج ۲ ص ۱۲۷
اگر متعہ سے پیدا ہوا بچہ حرامی ہے تو پھر عبداللہ ابن زبیرؓ کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔
متعہ کے بارے کئی کتابوں میں بہت کچھ لکھ جا چکا ہے صرف بطور نمونہ حسب ذیل پیش ہے۔

ایک دن مامون رشید نے عمرابن خطاب کے قول منع متعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا اے بھینگے (عمر ابن خطاب) تو کون ہے جس کو رسولؐ نے جاری کیا تو اُس سے لوگوں کو روکتا ہے۔ **من انت یا احول تنھی عما فعل النبی ﷺ**۔ تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۲۰۹۔ تاریخ بغداد ابن عساکر جلد ۶۴ ص ۷۱۔ تہذیب الکمال المزی جلد ۳۱ ص ۲۱۴۔

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا حجاج ثنا شريک عن الأعمش عن الفضيل بن عمرو قال أراه عن سعيد بن جبير عن بن عباس قال تمتع النبي صلى الله عليه وسلم فقال عروة بن الزبير نهى أبو بكر وعمر عن المتعة فقال بن عباس ما يقول عرية قال يقول نهى أبو بكر وعمر عن المتعة فقال بن عباس أراهم سيهلكون أقول قال النبي صلى الله عليه وسلم ويقول نهى أبو بكر وعمر ۔ **مسند امام احمد جلد ۱ ص ۳۵۸**۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم ﷺ وآلہ نے متعہ کیا تھا۔ پس عروہ بن زبیر نے کہا ابوبکر اور عمر نے متعہ سے منع کیا۔

آپ نے جو حدیث امام حسنؑ کے بارے میں تحریر فرمائی اس کا راوی سفیان بن عینة ہے جس کے بارے میں علم رجال کے عالم علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔ **و کان یدلس**۔ یعنی وہ احادیث میں Fraud کرتا تھا۔ ملاحظہ ہو المیزان الاعتدال جلد ص ۱۷۰ سلسلہ ۳۳۲۷۔ اگر یہ صحیح بھی ہے تو ہم اس دو گروہ کو مسلمان نہ ہونے سے کب انکار کیا۔

اور ذیل میں بخاری شریف ہی سے یہ حدیث ہے:

حدثنا إبراهيم بن موسى أخبرنا عبد الوهاب حدثنا خالد عن عكرمة أن بن عباس قال له ولعلي بن عبد الله ائتيا أبا سعيد فاسمعا من حديثه فأتيناه وهو وأخوه في حائط لهما يسقيانه فلما رآنا جاء فاحتبى وجلس فقال كنا ننقل لبن المسجد لبنة لبنة وكان عمار ينقل لبنتين لبنتين فمر به النبي صلى الله عليه وسلم ومسح عن رأسه الغبار وقال ويح عمار تقتله الفئة الباغية عمار يدعوهم إلى الله ويدعونه إلى النار

تیسیر الباری شرح صحیح بخاری علامہ وحید الزمان جلد چہارم کتاب الجہاد والسیر ص ۵۹۔ عمارؓ دو دو اینٹیں لاتے آنحضرت ﷺ کے سامنے سے گذرے اور آپؐ اُن کے سر سے گرد پونچھی فرمایا ہائے عمارؓ کو باغی لوگ کریں گے۔ عمارؓ اُن کو اللہ کی اطاعت کی طرف بلائے گا۔ وہ عمارؓ کو دوزخ کی طرف بلائیں گے۔ یہ حدیث بخاری شریف کے علاوہ آپ ہی کی متعدد سند یافتہ کتابوں میں موجود ہے۔

سارا عالم اسلام جانتا ہے کہ عمارؓ صفین کی لڑائی میں معاویہ کے خلاف جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ اور یہ بھی ثابت ہے جس جانب عمارؓ تھے وہ اللہ کی اطاعت تھی اور دوسری جانب آگ۔

آخر میں جو آپ نے مجھ سے بزرگوں کے ادب کرنے کی جو دعوت دی مشکور ہوں۔ کاش کے آپ دور معاویہ میں ہوتے یہی مشورہ آپ انہیں دیتے جب کہ وہ اپنے دور حکومت اور اس کے بعد کئی عرصے تک حضرت علیؑ پر تبرا کرتے رہے جسے عمر ابن عبد العزیزؒ نے اس بند کرایا۔

غصہ نہ کیجئے علمی بحث کا جواب عالمانہ ہونا چاہئے۔

مراد علی خان

Answer from Abusufian Malik

Janaab Muraad Sahib ya sub Reff app nay Iran say Print honay wali books say liay hoon gay humari kisi Book main eysa koe Reff. majood nahin hiii

جواب میر مراد علی خان

Reply of Murad Alikhan as follows:

Malik Sahib:

Tafseer Mazahri printed by HM Saieed Pakistan.

Ansab ul Ashraf you give this book reference in your original article. and printed in Lebanon

Taseer Albari printed Atiqad Publising Dehli India.

I know very well that in the past your scholars when they could not agree and lost in argument they said same what you said just now. Your people always runaway from battle field and educational field.

The reference of the book you provided. If you like the copy of the pages and title page I can provide you.But I know It will be useless people like you.

End

I waited more tha two weeks have not hear any from him.

حسینیت زندہ باد: یہ سب امام عصرؑ کا فیض ہے۔